



غیر مسلم شعراء کے نعتیہ کلام میں لفظ ”مدینہ“ (تحقیقی و تجرباتی مطالعہ)

The Word “Madīnah” in the Prose of non-Muslims Poets (An Analytical Study)

Muhammad Ahmad Naeemi, Ph.D^{*1}

*Assistant Prof. Department of Islamic Studies,
Jamia Hamdard (Hamdard University), New Delhi, India.

Keywords:

Non-Muslims, Prose, Poets,
Madīnah, Na't



Naeemi, M. A. (2020). The Word “Madīnah” in the Prose of non-Muslims Poets (An Analytical Study). *Al-'Ulūm Journal of Islamic Studies*, 1(2), 37 - 68

© 2020 AUJIS. All rights reserved

Abstract: The Prophet Muhammad (PBUH) was sent to all human beings by Allah Almighty to deliver guidance for the promotion of humanity. With the acceptance of 'Imān, people adopted to compile or sing Na't (poetry) to express their love with the Prophet Muhammad (SAWW). On the other hand, those who have not accepted Islam but they used to sing Na't, this is also part of Islamic history. Therefore, such work needs to highlight in the research paradigm keeping it new awareness in academia. There is a list of non-Muslim poets in India who have compiled a lot of work in prose for Prophet Muhammad (SAWW) and his teachings related to him, especially for his city of Madīnah, as a part of their Na't. In this poetry, such non-Muslim poets highlighted the Madīnah for special devotion with the Muhammad (SAWW) as his city. This research will present a descriptive study on the appropriateness of the usage of this word Madīnah. The study analyzes this title among non-Muslims about time and era from all over the world, especially in

1. Email: manaeemi@jamiahamdard.ac.in



غیر مسلم شعراء کی نعت گوئی کا آغاز جنوبی ہند سے ہوا اور مسلم شعراء کی طرح انہوں نے بھی عقیدت و محبت کے اظہار کے لیے حضور اکرم ﷺ کی نعت کو اپنی تخلیقات کا موضوع بنایا۔ البتہ ۱۸۵۷ کی جنگ آزادی کے بعد اس میں تیزی سے اضافہ ہونا شروع ہوا۔ مخلوط معاشرے میں اگرچہ ہندو مسلم تعلقات میں کشیدگی ہمیشہ رہی اور دونوں قوموں کی تہذیب و تمدن میں واضح اختلاف رہا، اس کے باوجود اہل فکر و قلم کے حلقوں میں رواداری کی ایک انوکھی فضالیتی ہے۔

چوں کہ پیغمبر اسلام کل عالم کے لیے رحمت بن کر تشریف لائے۔ آپ نے ہر ایک کے لیے رحمت کا مظاہرہ کیا اور سب کے لیے رحم و کرم کا درس دیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی بارگاہ میں دنیا کے تمام ادیان و مذاہب اور اقوام کے اہل علم و دانش، اپنی عقیدتوں اور محبتوں کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ وطن عزیز ہندوستان^۱ کی غیر مسلم برادری میں بھی رحمت عالم ﷺ کے شیدائی پائے جاتے ہیں۔ ان کے کلام میں نہ صرف محمد ﷺ کی سیرت طیبہ کے مختلف گوشوں سے متعلق اظہار عقیدت و محبت کے نمونے ملتے ہیں بلکہ آپ ﷺ کے شہر ”مدینہ منورہ“ کی بھی بڑے حسین اور دلکش پیرائے میں تعریف و توصیف ملتی ہے۔

ہندوستان میں ایسے غیر مسلم نعت گو شعراء کی ایک طویل فہرست ہے^۲ جنہوں نے رحمت عالم ﷺ اور آپ سے متعلق اشیاء اور تعلیمات، بالخصوص آپ ﷺ کے شہر ”مدینہ منورہ“ کو اپنی نعتیہ شاعری کا حصہ بنایا ہے۔ اس میں ایسے چند غیر مسلم نعت گو شعراء کے لفظ مدینہ کے استعمال کی مناسبت سے وصفی تحقیق پیش کریں گے۔ اس سے قبل اس طرح کا کام کسی کتاب یا تحقیقی مقالے میں یک جا نہیں ملتا۔ اس مقالے کے دو حصے ہیں پہلا حصہ تعارف اور تمہید پر مشتمل ہو گا جس میں مدینہ منورہ اور اس کی شہرت کے سبب یعنی محمد ﷺ کا مختصر تعارف ہو گا جن کی تعریف اپنے اور بیگانے سب کرنے پر مجبور ہیں۔ دوسرے حصے میں غیر مسلم شعراء کے نعتیہ کلام میں لفظ مدینہ کے استعمال پر روشنی ڈالی جائے گی۔ ذیل میں محمد ﷺ کی قبولیت عامہ کے بارے میں تحقیقات پیش کی جا رہی ہیں اس کے بعد ”مدینہ منورہ“ اور اس کی برتری اور آخر میں غیر مسلم شعراء کے کلام میں لفظ ”مدینہ“ کے استعمال کو تحقیق کے آئینے میں پرکھا جائے گا۔

^۱ مقالہ نگار کا تعلق ہندوستان سے ہے اس لیے اپنی محبت کا اظہار کر رہے ہیں۔ ایڈیٹر

^۲ بابو شنبھو دیال دانش کی مشہور نظم ”اخلاق محمدی“ جس میں آپ ﷺ کی ہمت و بہادری کا واقعہ بیان کیا گیا ہے، پر بھو دیال مشر کا منظوم کلام ”نعت عاشق“، منشی شکر لال ساتی کا ”معراج نامہ“، لالہ لال چند فلک اور پیغمبر اسلام کے ذریعے اونچ نیچ کا خاتمہ، کشمی نارائن شیفٹ اور نگ آبادی کا منظوم معراج نامہ، پروفیسر جگن ناتھ آزاد کا مشہور کلام ”سلام اس پر جو آیات رحمتہ للعالمین بن کر“، رانا بھگوان داس بھگوان کا سلام ”السلام اے خسرو نورانیاں“، ہمت رائے شرما کی نظم ”عید میلاد بائی اسلام“، گوپی ناتھ امن لکھنوی کا ”بر تو ہزاراں سلام“، رام داس مشرا، کا نعتیہ قصیدہ جس میں پیغمبر اسلام کی حیات طیبہ کے بہت سے پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا ہے اور دیانند پرشاد کا زبان ہندی جنم گیت وغیرہ اس کی بہترین مثالیں ہیں۔ راقم۔

مکین ”مدینہ منورہ“ محمد مصطفیٰ ﷺ

مکین اور مکان دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم اور ملزوم کی حیثیت رکھتے ہیں۔ شاذ و نادر ہی ایسا ہوتا ہے کہ مکین کا ذکر ہو اور مکان کا ذکر نہ ہو۔ نیز مکین کی عظمت و رفعت کے سبب مکان کی عظمت و رفعت بھی بلند و بالا ہو جاتی ہے۔ اس حقیقت اور عقیدت سے معمور تصور کو ملحوظ رکھتے ہوئے پہلے، ہم گنبد خضریٰ کے مکین، رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین، راحت العاشقین اور محبوب رب العالمین حضرت محمد ﷺ کے اجمالی ذکر سے سعادت دارین حاصل کریں گے اور اس کے بعد آپ کے بابرکت مسکن اور بے مثال مرکز ”مدینہ منورہ“ کے مبارک بیان سے خود کو شرف یاب کرنے کی سعادت حاصل کریں گے۔

اسم محمد ﷺ تحقیق کے آئینے میں

آقا دو جہاں، سرور کونین ﷺ کا اسم گرامی، زمین پر ”محمد“ اور آسمان پر ”احمد“ ہے، جس طرح رسول اکرم ﷺ کی ذات اعلیٰ، ارفع اور ممتاز ہے، ایسے ہی آپ ﷺ کا نام نامی، اسم گرامی بھی اعلیٰ، ارفع اور ممتاز ہے، جیسے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی ذات کے لیے ساری مخلوق میں محبوبیت رکھ دی ہے، ایسے ہی آپ ﷺ کے اسم گرامی کی محبوبیت بھی سب کے دلوں میں پیدا فرمادی ہے، جیسے حضور ﷺ کی ذات منبع فیوض و برکات ہے، ایسے ہی اس پاک نام کی برکات کھلی آنکھوں نظر آتی ہیں، جیسے آپ ﷺ کی ذات بابرکات سے متعلق بے شمار کتابیں تصنیف ہوئیں، ایسے ہی فقط اسم گرامی »محمد« کی عظمت و محبوبیت پر بھی مستقل کتابیں لکھی گئی ہیں، ہمارے محبوب ﷺ کی حیات کا توہر گوشہ و پہلو بلکہ آپ ﷺ کے ساتھ جس چیز کا بھی تعلق جزا، اللہ تعالیٰ نے اسے کائنات کے لیے محبوب بنادیا، نام محمد بھی عاشقوں کی جان ہے اور وہ اس نام میں سرور و خوشی، لذت و شیرینی محسوس کرتے ہیں۔

جیسے سیرت اور اخلاق و کردارِ مصطفیٰ ﷺ اپنا کر بے شمار لوگوں نے دونوں جہانوں کی سعادتیں لوٹیں، ایسے ہی ان گنت عشاق نے اسم گرامی سے والہانہ الفت و محبت کی مثالیں قائم کیں، بہت سوں نے نام محمد سے الفت و محبت کا اظہار بایں طور کیا کہ ان کی نظروں میں نسل در نسل اپنی اولاد کے لیے سوائے اس پاک نام کے کوئی چچا ہی نہیں، کسی کی چار پشتوں میں اور کسی کی سترہ نسلوں میں ایک ہی نام چمکتا و مکتا نظر آتا ہے۔ آپ ﷺ کے سیکڑوں اسمائے گرامی قرآن

واحادیث اور تفاسیر و سیر میں مرقوم ہیں۔ جن میں سے محمد اور احمد سب سے مشہور ہیں۔ قرآن کریم میں نام محمد چار بار اور احمد ایک بار آیا ہے^۳۔

سیرۃ حلبیہ میں مرقوم ہے:

”جب حضرت آمنہ کے شکم مبارک میں نبی اکرم ﷺ حمل کی صورت میں تھے تو ان کو خواب میں حکم دیا گیا کہ وہ آپ کا نام نامی احمد رکھیں (یعنی اللہ کی سب سے زیادہ تعریف کرنے والا) لیکن ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ آپ کا نام محمد ﷺ رکھیں۔ (یعنی وہ جس کی بہت زیادہ تعریف کی جائے)۔“^۴

ان دو ذاتی اسماء کے علاوہ بہت سے القاب اور صفاتی اسماء بھی قرآن مجید میں موجود ہیں۔ مثلاً:

- ۱- نور ۲- سراج منیر ۳- منذر ۴- نذیر ۵- مبشر ۶- بشیر ۷- شاہد ۸- شہید ۹- الحق المبین ۱۰- خاتم النبیین ۱۱- الرؤف الرحیم ۱۲- الامین ۱۳- قدم الصدق ۱۴- رحمۃ اللعالمین ۱۵- نعمۃ اللہ ۱۶- العروۃ الوثقی ۱۷- الصراط المستقیم ۱۸- النجم الثاقب ۱۹- الکریم ۲۰- النبی الامی ۲۱- داعی الی اللہ ۲۲- ہادی ۲۳- مذکر ۲۴- رسول وغیرہ۔^۵

اسی طرح مختلف احادیث میں بھی نبی اکرم ﷺ نے اپنے صفاتی اور امتیازی اسماء بیان کئے ہیں۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

- ۱- {وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ} (اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک پیغمبر ہی تو ہیں) یعنی خدا نہیں ہیں۔ (القرآن ۳: ۱۴۴)۔
- ۲- {مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ} (محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں لیکن اللہ کے پیغمبر اور نبیوں کی مہر یعنی سلسلۂ نبوت کو ختم کر دینے والے ہیں)۔ (القرآن ۳۳: ۴۰)۔
- ۳- {وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَى مُحَمَّدٍ} (اور جو لوگ ایمان لائے، نیک عمل کرتے رہے اور جو کتاب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل ہوئی) (القرآن ۷: ۲)۔
- ۴- {مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ} (محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے پیغمبر ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں، وہ کافروں کے مقابلے میں تو سخت ہیں اور آپس میں رحم ول)۔ (القرآن ۲۸: ۲۹)۔
- ۵- {وَمُبَشِّرٍ أَيْسُرُ سُولٍ يَأْتِي بِنَبَأٍ بَعْدَى اسْمِهِ أَحْمَدُ} (ایک پیغمبر جو میرے بعد آئیں گے جن کا نام احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوگا، اُن کی بشارت سناتا ہوں)۔ (القرآن ۶۱: ۶)۔

^۴ علی ابن ربان الدین حلبی، السیرۃ الحلبیۃ (کراچی: دار الاشاعت، ۲۰۰۹ء)، ۲۵۶: ۱-۲۵۵۔

^۵ محمد یوسف بن اسماعیل نبہانی، جواهر البحار فی فضائل النبی المختار (اردو) (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۲۰۱۳ء)،

”أَنَا رَسُولُ الرَّحْمَةِ وَرَسُولُ الرَّاحَةِ وَرَسُولُ الْمَلَا حِمِّ وَأَنَا الْمُقَفِّي فَقَيِّتُ النَّبِيِّينَ وَأَنَا قَيِّمٌ“⁶

(میں رسول رحمت ہوں، میں رسول راحت ہوں، میں جہاد کا پیغام بر ہوں، میں خاتم الانبیاء ہوں اور روئے زمین پر دین الہی کو قائم کرنے والا ہوں۔)

چوں کہ نام ”محمد“ اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے اس لئے آپ ﷺ نے ”محمد“ نام رکھنے کی خود اجازت عطا فرمائی ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

”سَمُّوا بِاسْمِي، وَلَا تَكْنُوا بِكُنْيَتِي“⁷۔ یعنی میرے نام پر نام رکھو، البتہ میری کنیت اختیار نہ کرو۔

آپ ﷺ نے بھی کئی بچوں کا نام ”محمد“ رکھا ہے، یعنی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جب نومولود بچے لائے جاتے تھے تو آپ ﷺ تحنیک (گھٹی) کے بعد ان کا نام بھی تجویز فرماتے، چنانچہ ان میں سے کئی بچوں کا نام آپ ﷺ نے ”محمد“ رکھا۔ اسی طرح آپ ﷺ کا معمول تھا کہ نو مسلموں میں سے بھی اگر کسی کا نام صحیح نہ ہوتا تو آپ ﷺ اس کا نام تبدیل فرمادیتے، وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم ہیں جن کا نام حضور اکرم ﷺ نے ”محمد“ رکھا، یا حضور ﷺ کے حکم سے ان کا نام ”محمد“ رکھا گیا، ان کے اسماء یہ ہیں۔ محمد بن خلیفہ، محمد (مولی رسول اللہ ﷺ)، محمد بن طلحہ، محمد بن نبیط، محمد بن عباس بن فضالہ، محمد بن انس بن فضالہ الانصاری، محمد بن مخلص بن سحیم، محمد بن یفیدویہ، محمد بن ہلال بن العلی، محمد بن معمر، محمد بن ضرمة بن الاسود، محمد بن عمارۃ بن حزم، محمد بن ثابت، محمد بن عمرو بن حزم وغیرہ۔

آپ ﷺ نے اپنی امت کو ”محمد“ نام رکھنے کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا:

”ما ضر أحدکم لو کان فی بیتہ محمد ومحمدان وثلاثہ“⁸۔

⁶ - ابو الفضل قاضی عیاض بن موسی (التوفی: ۵۴۴ھ) الشفا بتعريف حقوق المصطفى (بیروت: دار الفكر الطباعة والنشر والتوزيع، ۱۹۸۸م)، ۲۳۱:۱۔

⁷ - مسلم بن الحجاج ابوالحسن قشیری نیشاپوری (التوفی: ۲۶۱ھ) المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، تحقيق: محمد فواد عبد الباقي، كتاب الآداب، بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّكْنِيَةِ بِأَبِي الْقَاسِمِ وَيَكَايَ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْأَسْمَاءِ، (بیروت: دار إحياء التراث العربي)، ۱۶۸۲:۳۔

⁸ - زین الدین محمد بن زین العابدین مناوی قاہری (التوفی: ۱۰۳۱ھ)، فیض القدير شرح الجامع الصغير (مصر: المكتبة التجارية الكبرى - الطبعة: الأولى، ۱۳۵ھ)، ۵: ۴۵۳، حرف الیم۔

”تم میں سے کسی کا کیا نقصان ہے (یعنی کوئی نقصان نہیں) اس بات میں کہ اس کے گھر میں ایک، دو یا تین محمد (نام والے) ہوں۔“ -

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”سمعت أهل مكة يقولون: ما من بيت فيه اسم محمد إلا نمتي ورزقوا ورزق جيرانهم“⁹.
(میں نے اہل مکہ سے سنا ہے کہ جس گھر میں ”محمد“ نام والا ہو تو اس کی وجہ سے ان کو اور ان کے پڑوسیوں کو رزق دیا جاتا ہے۔)

حدیث شریف میں ”عبد اللہ“ اور ”عبد الرحمن“ نام رکھنے کی ترغیب بھی آئی ہے، ان دو ناموں کو اللہ کے نزدیک سب سے محبوب نام بتایا گیا ہے، علامہ شامی رحمہ اللہ نے اس پر بحث کرتے ہوئے کہ اللہ کے ہاں سب سے محبوب نام کون سا ہے؟ لکھتے ہیں:

”قال المناوي: وتفضيل التسمية بهما محمول على من أراد التسمي بالعبودية؛ لأنهم كانوا يسمون عبد شمس وعبد الدار، فلا ينافي أن اسم محمد وأحمد أحب إلى الله تعالى من جميع الأسماء، فإنه لم يختار لنبيه إلا ما هو أحب إليه، هذا هو الصواب، ولا يجوز حمله على الإطلاق اهـ. وورد: «من ولد له مولود فسماه محمداً كان هو ومولوده في الجنة». رواه ابن عساکر عن أمانة رفعه قال السيوطي: هذا أمثل حديث ورد في هذا الباب وإسناده حسن اهـ“¹⁰.

(علامہ مناوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ”عبد اللہ“ اور ”عبد الرحمن“ ناموں کا افضل ہونا ”عبد“ سے شروع ہونے والے ناموں کے اعتبار سے ہے؛ کیوں کہ عرب لوگ ”عبد شمس“ اور ”عبد دار“ وغیرہ نام رکھا کرتے تھے تو یہ حکم ہوا کہ ”عبد اللہ“ اور ”عبد الرحمن“ نام رکھا کرو، اب یہ اس بات کے منافی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ناموں میں سے سب سے محبوب نام ”محمد“ اور ”احمد“ ہیں؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے لیے وہی نام پسند کیے جو ان کے ہاں سب سے محبوب ہیں۔)

⁹ - قاضی عیاض، الشفاء، 1: 176۔

¹⁰ - ابن عابدین، محمد امین بن عمر عابدین دمشقی (م: 1252ھ)، رد المحتار علی الدر المختار (بیروت: دار الفکر، الطبعة:

الثانية، 1412ھ-1992م)، 6: 417۔

مسلم اہل علم و دانش اور نام محمد ﷺ

نام پاک محمد اور احمد کا مادہ حمد ہے اور حمد کا مفہوم یہ ہے کہ کسی کے اخلاقِ حسنہ، اوصافِ حمیدہ، کمالاتِ جمیلہ اور فضائل و محاسن کو محبت و عقیدت اور عظمت کے ساتھ بیان کیا جائے۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ میں لکھا ہے:

”اسم پاک محمد بابِ تفعیل کے مصدرِ تمجید کا اسم مفعول ہے جس کا مطلب ہے تمام صفاتِ خیر اور اوصافِ حمیدہ کا جامع یا وہ ذاتِ بابرکات جس کے حقیقی کمالات، ذاتی صفات، اور اصل محامد کو عقیدت و محبت کے ساتھ بکثرت اور بار بار بیان کیا جائے“¹¹

امام راغب اصفہانی اسم ”محمد“ کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”محمد اسے کہتے ہیں جس کی قابلِ تعریف عادات حد اور شمار سے زیادہ ہوں“¹²

امام زر قانی کہتے ہیں:

”اس سے مراد وہ ذات ہے جس کی تعریف کیے جانے کی کوئی حد نہ ہو“¹³

قاضی عیاض فرماتے ہیں:

”آپ کا اسم گرامی احمد یہ افعَل کے وزن پر اسم تفضیل ہے جو حمد کا مبالغہ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ یا سب سے زیادہ حمد کرنے والا۔ اور محمد یہ مُفَعَّل کے وزن پر (بحالتِ مفعول) مبالغہ کا صیغہ ہے۔ جس کا مفہوم ہے بہت ہی زیادہ تعریف کیا گیا یا سب سے زیادہ تعریف کیا گیا“¹⁴

مشہور عربی لغت لسان العرب کے مصنف ابن منظور لکھتے ہیں:

”محمد اس کو کہتے ہیں کہ جس کی لائق تحسین عادات و صفات حد اور شمار سے زیادہ ہوں“¹⁵

¹¹ - اردو دائرہ معارف اسلامیہ (لاہور: پنجاب یونیورسٹی، ۲۰۰۱ء)، ۱۹: ۱۴۔

¹² - ابوالقاسم حسین بن محمد راغب اصفہانی (المتوفی: 502ھ)، المفردات فی غریب القرآن، تحقیق: صفوان عدنان الداودی

(بیروت۔ لبنان: الدار الشامیہ، ۱۹۹۲ء)، ص ۱۳۱۔

¹³ - ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقي بن یوسف بن حمد بن شهاب الدین بن محمد الزرقانی المالکی (المتوفی: 1122ھ)، شرح الزرقانی

علی المواہب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ (بیروت: دارالکتب العلمیۃ، 1417ھ-1996م)، ۴: ۲۳۱۔

¹⁴ - ابوالفضل القاضی عیاض بن موسیٰ (المتوفی: 544ھ)، الشفا، ۱: ۳۴۹۔

لفظ محمد کے معنی میں کثرت اور زیادتی پائی جاتی ہے یعنی محمد صرف اسی کو کہا جاسکتا ہے جس کی بار بار تعریف کی جائے اور یہ تعریف ان خوبیوں اور بلند اوصاف کی وجہ سے ہوتی ہے جو اس ذات میں پائی جاتی ہیں۔

قرآن و حدیث اور کتب تفسیر و سیرت کے مطابق نبی اکرم ﷺ کے سیکڑوں ذاتی و صفاتی اسماء گرامی ہیں۔ اور یہ جملہ اسماء گرامی ان اعلیٰ صفات اور بے مثال خوبیوں سے مزین و مرتب ہیں جو آپ کی ذات اقدس میں پائی جاتی تھیں اور جن صفات کی وجہ سے آپ کی تعریف و توصیف کرنا لازمی ہوتا ہے اور آپ کا کامل ترین انسان ہونا بھی ظاہر ہوتا ہے۔ یعنی ہر وصف اور ہر خوبی سے آپ کا ایک نام وجود پاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ملت اسلامیہ کے معروف و مستند علما نے آپ کے سیکڑوں اسماء کا تذکرہ کیا ہے۔ مثلاً:

- ☆ امام قسطلانی نے ۳۳۷ اسماء بیان کیے ہیں۔¹⁶
- ☆ امام جلال الدین سیوطی نے ۳۴۰ نام کا تذکرہ کیا ہے۔¹⁷
- ☆ امام صالحی نے ۷۵۴ اسماء کا ذکر کیا ہے۔¹⁸
- ☆ ابن فارس نے ۲۰۰ نام بیان کیے ہیں۔¹⁹
- ☆ قاضی ابوبکر بن عربی نے جامع الترمذی کی شرح میں بعض صوفیاء سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ایک ہزار اسماء ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھی ایک ہزار اسماء ہیں۔²⁰

¹⁵ - ابن منظور، محمد بن مکرم ابن منظور افریقی (التوتنی: 711ھ)، لسان العرب (بیروت: دار صادر، 1414ھ)، مادہ: ح م د۔

¹⁶ - احمد بن محمد قسطلانی، المواهب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ (قاہرہ: المکتب الاسلامی، ۲۰۰۴ء، ۲: ۲۱۳-۲۱۱)۔

¹⁷ - جلال الدین سیوطی، الرياض الاثیقة فی شرح أسماء خیر الخلیقة (بیروت - لبنان، دار الکتب العلمیۃ، ۱۹۸۵م)۔

¹⁸ - محمد بن یوسف صالحی شامی (التوتنی: ۹۴۲ھ) تحقیق و تعلیق: شیخ عادل احمد عبد الموجود، شیخ علی محمد معوض، سبیل الہدی والرشاد، فی سیرۃ خیر العباد، وذكر فضائله وأعلام نبوته وأفعاله وأحواله فی المبدأ والمعاد (قاہرہ: احیاء التراث الاسلامی، ۱۹۹۷ء)، ۱: ۳۰۷-۳۰۸، ۵۳۔

¹⁹ - احمد بن محمد عمر خفاجی، تحقیق: محمد عبد القادر عطا بن فارس، نسیم الرياض فی شرح شفاء القاضی عیاض (بیروت - لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۲۱ھ - ۲۰۰۱ء)، ۳: ۲۴۱۔

²⁰ - ڈاکٹر محمد طاہر القادری، اسمائے مصطفیٰ ﷺ (لاہور: منہاج القرآن پبلی کیشنز، ۲۰۰۲ء)، ص ۱۷۔

غیر مسلم اہل علم و دانش اور نام محمد ﷺ

عہد موسوی کے 300 سال بعد یعنی آج سے کوئی 3000 سال پہلے ہندو دھرم کی مقدس کتاب وید میں اسلام کے آخری پیغمبر محمد ﷺ کی آمد کا ذکر اس طرح ملتا ہے:

”احمد“ نے اپنے رب سے پُر حکمت شریعت کو حاصل کیا جسے دیکھتے وقت میں (گرشی وست کنو) آفتاب رسالت کے نور سے منور ہو رہا ہوں۔²¹

ڈاکٹر ذاکر نائیک لکھتے ہیں:

”آپ ﷺ کا ذکر ان کی مقدس کتب؛ بھگود گیتا، وید، پرانا اور اپنشد وغیرہ میں کیا گیا ہے کہ ”کالکی اوتار“ آئے گا۔ کالکی سنسکرت لفظ ہے جس کا مطلب تعریف کیا گیا ہے اگر عربی میں اس لفظ کا ترجمہ کریں تو ”محمد“ ہو گا۔ پھر کہا گیا ہے کہ وہ ”سومتی“ کے بطن سے پیدا ہو گا۔ لفظ ”سومتی“ سنسکرت لفظ ہے جس کا معنی امن والی کے ہیں اور عربی میں سومتی کا ترجمہ ”آمنہ“ ہو گا جو رسول اللہ ﷺ کی والدہ کا نام ہے۔ شری دس اوتار کے شلوک نمبر 10 میں کہا گیا ہے کہ ”کالکی“ ویشنویاس کا بیٹا ہو گا، ویشنو کا مطلب سنسکرت میں خدا اور ”یاس“ کا مطلب بندہ یعنی خدا کا بندہ، اس کا معنی عربی میں عبد اللہ ہے جو رسول اللہ ﷺ کے والد کا نام ہے۔ مزید کہا گیا ہے کہ وہ شنبالا کے گاؤں / علاقے میں پیدا ہو گا۔ شنبالا سنسکرت لفظ ہے جس کا مطلب امن والا جگہ ہے۔ عربی میں ترجمہ کریں تو اس کا ترجمہ دارالامان ہو گا جو مکہ کا دوسرا اور معروف نام ہے۔ پھر کہا گیا ہے کہ جب یہ کالکی آئے گا تو ایک اچھا دور شروع ہو جائے گا۔ پھر کہا گیا ہے کہ کالکی آخری اوتار ہو گا جس کو دین کے حفاظت کے لیے بھیجا جائے گا۔“²²

ہندو مذہب کی کتب کے علاوہ غیر مسلم اہل علم و دانش کی تحریروں سے بھی نام محمد کے اسی مفہوم و معنی کی ترجمانی و تصدیق ہوتی نظر آتی ہے۔ چنانچہ سورئے کانت ویدی لکھتے ہیں:

”محمد کا معنی ہوتا ہے ہر طرح اور ہر طریقے سے قابل تعریف، وہ انسان جس کو ہر کوئی اچھا کہے“²³۔

پروفیسر کے۔ ایس۔ راما کرشنا اور قم طراز ہیں:

²¹ - وید: پھانک، رشتی نمبر 56، منتر نمبر 8۔

²² - ڈاکٹر ذاکر نائیک، مذاہب عالم میں حضرت محمد کا ذکر (اسلام آباد: دار النور، ۲۰۱۱ء)، صفحہ 129۔

²³ - امر اچالا (آگرہ: جون ۲۰۰۱ء)، ادارتی صفحہ۔

”محمد کا معنی ہوتا ہے جس کی بہت زیادہ تعریف کی گئی ہو“²⁴ -

ڈاکٹر ایم۔ اے۔ شری واستو کہتے ہیں:

”محمد لفظ ”حمد“ مصدر سے بنا ہے جس کا معنی ہے تعریف کیا ہوا۔“

25

سوامی لکشمین پر ساد تحریر فرماتے ہیں:

”آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کا نام غیبی آواز کی نشاندہی کی بنا پر احمد رکھا تھا۔ اس طرح محمد اور احمد آپ کے دونوں ذاتی نام ہیں۔“²⁶

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے دو ذاتی نام ہیں ایک محمد اور دوسرا احمد۔ اور دونوں ہی نام حد درجہ تعریف و توصیف سے متصف ہیں۔

مکین گنبد خضراء حضرت محمد ﷺ کے ذکر جمیل کے بعد اب ہم شہر مصطفیٰ ”مدینہ منورہ“ کو تحقیق کے آئینے میں دیکھنے کی کوشش کریں گے۔

اسم ”مدینہ منورہ“ کی تحقیق

”مدینہ“ کے لغوی معنی ہیں شہر اور منورہ کا معنی ہے روشن اور پُر نور۔ اس طرح مدینہ منورہ کا معنی ہوا روشن اور پُر نور شہر۔ مدینہ منورہ حجاز کا مقدس کا مشہور شہر ہے جس کا قدیم نام یثرب تھا۔ قرآن مجید میں مدینہ اور یثرب دونوں اسماء وارد ہوئے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ جب ہجرت فرما کر یثرب تشریف لائے تو یہ مدینہ منورہ کے نام سے مشہور ہوا۔

اسمائے مدینہ منورہ

یہ مسئلہ حقیقت ہے کہ کسی چیز کے ناموں کی کثرت اس کی عظمت و رفعت کا نشان ہوتی ہے۔ جس کے جتنے زیادہ نام ہوتے ہیں اس کے اتنے ہی زیادہ مرتبے اور درجے بلند ہوتے ہیں۔ مثلاً رسول رحمت ﷺ کے اسماء و صفات کی کثرت ان کی بلند و بالا عز و شان کی ترجمانی کرتی ہے تو مدینہ منورہ کے ناموں کا کثیر ہونا اس کے فضل و شرف کا پتہ دیتا ہے۔

²⁴ - راماکرشنا راؤ، پروفیسر، اسلام کے پیغمبر (دہلی: مرکزی مکتبہ اسلامی، سن)، ص ۳۔

²⁵ - ایم۔ اے۔ شری واستو، ڈاکٹر، حضرت محمد اور بھارتیہ دھرم گرنتھ (دہلی: مرکزی مکتبہ اسلامی، سن)، ص ۹۔

²⁶ - سوامی لکشمین پر ساد، عرب کا چاند (دہلی: مرکزی مکتبہ اسلامی، سن)، ص ۶۶۔

روئے زمین کا کوئی شہر ایسا نہیں ہے کہ جس کے نام اعداد و شمار میں مدینہ منورہ کا مقابلہ کر سکیں۔ خود آپ نے اللہ کے حکم سے اس شہر کا نام طابہ اور طیبہ تجویز فرمایا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”بے شک اللہ تعالیٰ نے مدینہ کا نام ”طابہ“ رکھا ہے۔“²⁷

بعض علما نے اس شہر مقدس کے ایک سوا اور بعض نے اس سے کم یا زیادہ اسماء کا تذکرہ کیا ہے۔²⁸

علامہ یاقوت حموی نے اپنی مایہ ناز تصنیف ”معجم البلدان“ میں مدینہ منورہ کے درج ذیل انتیس ناموں کا ذکر کیا ہے:

المدينة، طيبة، طابة، المسكينة، العذرائ، الجابرة، المحببة، المحبوبة، المحبورة، يثرب، الناجية، الموفية، اكالة البلدان، المباركة، المحفوفة، المسلمة، المجنة، القدسية، العاصمة، المرزوقة، الشافية، الحيرة، المحبوبة، المرحومة، المختارة، المحرمة القاصمة، طبابا۔²⁹

علاوہ ازیں ممتاز مورخ سمہودی نے مدینہ منورہ کے ۹۴ اسماء بیان کیے ہیں۔³⁰

محبت مدینہ منورہ

قرآن و حدیث میں تمام امت مسلمہ کے لیے صرف محبت رسول کو ہی واجب قرار نہیں دیا گیا ہے بلکہ مدینہ الرسول سے بھی محبت کرنا ضروری کہا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جملہ کائنات انسانی میں ایسا کوئی بھی مومن صادق یا مسلمان نہیں ہوگا کہ جس کے دل میں ہمہ وقت روضۃ الرسول اور مدینۃ الرسول کی دید کا شوق و جذبہ موجزن نہ ہو اور اس کا دل محبت رسول اور مدینۃ الرسول کی محبت سے ہر وقت سرشار نہ رہتا ہو۔ اور کیوں نہ ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ کی محبت کے لیے دعا فرمائی اور عرض کیا:

"اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ، أَوْ أَشَدَّ" ³¹

²⁷ - مسلم، کتاب الحج، باب المدینۃ تنفی شرارہا، ۲: ۱۰۰۵، رقم: ۱۳۸۱۔

²⁸ - دائرہ معارف اسلامیہ، ۲۰: ۲۴۵۔

²⁹ - شہاب الدین ابو عبد اللہ یاقوت بن عبد اللہ حموی (التوفی: ۶۲۶ھ)، معجم البلدان (لاپزگ: ۱۸۶۹ء) ۴: ۳۶۰۔

³⁰ - علی بن عبد اللہ بن احمد حسینی شافعی، سمہودی (التوفی: ۹۱۱ھ)، وفاء الوفا باخبار دار المصطفیٰ (بیروت: دار الکتب

العلیۃ، الطبعة الأولى - ۱۴۱۹ھ)، ص ۷ تا ۱۹۔

”اے اللہ ہمارے دلوں میں مدینہ منورہ کی محبت اس طرح جاگزیں فرما جیسے مکہ کی محبت ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔“

اسی طرح مندرجہ ذیل حدیث بھی مدینہ منورہ کی محبت پر دلالت کرتی ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ، فَنَظَرَ إِلَى جُدُرَاتِ الْمَدِينَةِ، أَوْضَعَ رَاحِلَتَهُ وَإِنْ كَانَ عَلَى دَابَّةٍ حَرَّكَهَا مِنْ حُبِّهَا۔³²

”نبی اکرم ﷺ جب سفر سے واپس تشریف لاتے اور مدینہ منورہ کے درودیوار پر نظر پڑتی تو آپ مدینہ منورہ کی محبت کی وجہ سے اپنی اونٹنی کو تیز چلاتے۔“

عظمت مدینہ منورہ

مدینہ منورہ کائنات ارضی کا وہ نگینہ ہے، جہاں ہر لمحہ آسمان سے رحمت کی رم جھم برستی رہتی ہے، ساکنانِ مدینہ سائبانِ کرم میں رہتے ہیں اہل مدینہ کو مدینہ کا شہری ہونے کے باعث بے پناہ فضیلت حاصل ہے۔ یہ وہ خوش نصیب لوگ ہیں جن کے شب و روز نبی اکرم ﷺ کی چادرِ رحمت کے سائے میں گزرتا ہے، نبی اکرم ﷺ کی دعاؤں کا حصار انہیں اپنے دامنِ عطاء و بخشش میں چھپالیتا ہے۔ اہل مدینہ کو اگر کوئی مصیبت یا تکلیف پہنچتی ہے اور وہ اس پر صبر کرتے ہیں تو ایسے اہل مدینہ کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”جو شخص مدینہ منورہ کی سختیوں اور مصیبتوں پر صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑے گا قیامت کے روز میں اس شخص کے حق میں گواہی دوں گا یا اس کی شفاعت کروں گا۔“³³

اہل مدینہ سے برائی کرنا تو درکنار برائی کا ارادہ کرنے والے کو بھی جہنم کی وعید سناتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا:

”جو شخص اس شہر والوں (یعنی اہل مدینہ) کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اسے (دوزخ میں) اس طرح پگھلائے گا جیسا کہ نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔“³⁴

³¹ - محمد بن اسماعیل ابو عبد اللہ بخاری، الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم

وسننه وأيامه = صحيح البخاري، تحقيق: محمد زهير بن ناصر، كتاب مناقب الأنصار، باب مَقْدَمِ النَّبِيِّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ الْمَدِينَةِ (بيروت: دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، ۱۴۲۲ھ)، ۵: ۶۶۔

³² - بخاری، كتاب فضائل المدينة، باب الْمَدِينَةُ تَنْفِي الْحَبَثَ، ۳: ۲۳، رقم: ۱۸۸۶۔

³³ - نفس مصدر، كتاب الحج، باب التَّوْبَةِ فِي سَكْنِ الْمَدِينَةِ وَالصَّبْرِ عَلَى لَوَائِهَا، ۲: ۱۰۰۴، رقم: ۱۳۷۷۔

³⁴ - نفس مصدر، باب من أراد أهل المدينة بسوء أذابه الله، ۲: ۱۰۰۷، رقم: ۱۳۸۶۔

یعنی نبی اکرم ﷺ کے شہر دنواز مدینہ منورہ کے رہنے والوں کا ادب و احترام بھی آپ ﷺ کی نسبت و تعلق کی وجہ سے لازم ہے۔ آپ ﷺ نے مدینہ منورہ کو دارالایمان قرار دیتے ہوئے فرمایا:

”ایمان سمٹ کر مدینہ طیبہ میں اس طرح داخل ہو جائے گا جس طرح سانپ اپنے بل میں داخل ہوتا ہے۔“³⁵

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَمُوتَ بِالْمَدِينَةِ، فَلْيَفْعَلْ، فَإِنِّي أَشْهَدُ لِمَنْ مَاتَ بِهَا“³⁶

(جو شخص تم میں سے مدینہ میں مرنے کی طاقت رکھتا ہو وہ ایسا کرے کیوں کہ جو مدینہ میں مرے گا میں اللہ کے حضور اس اس کے ایمان کی گواہی گا۔)

جملہ کائنات ارضی و سماوی میں بعد از خدا بزرگ و برتر ہونے کی وجہ سے رسول اعظم ﷺ کے مسکن و مکان کو بھی امتیازی عظمت و فضیلت حاصل ہے۔ نہ ساکن کا کوئی جواب ہے نہ مسکن کی کوئی مثال ہے۔ مختصر یہ کہ مدینہ منورہ کا بہت بلند و بالا مقام ہے۔ اس کے فضائل و مناقب بے حد و بے حساب ہیں اور یہ دنیا و آخرت کی بھلائیوں کا جامع ہے۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

”یا اللہ مدینہ منورہ میں اس سے دو گنی برکت عطا فرما جتنی تو نے مکہ مکرمہ میں رکھی ہے۔“³⁷

آپ ﷺ نے مدینہ طیبہ کو حرم کا درجہ عطا فرماتے ہوئے اس کی عظمت کو چار چاند لگاتے ہوئے فرمایا:

”حضرت ابراہیم نے مکہ مکرمہ کو حرم قرار دیا تھا اور میں دو کالے پتھروں والے میدانوں کے درمیان مدینہ

منورہ کو حرم قرار دیتا ہوں۔ نہ وہاں کوئی درخت اور جھاڑی کاٹی جائے اور نہ کوئی جانور شکار کیا جائے۔“³⁸

³⁵ - ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، (التوئی: ۲۷۳ھ) السنن، کتاب المناسک، باب فضل المدینہ، تحقیق: شعیب الارنؤوط۔

عادل مرشد - محمد کامل قرہ بلی - عبد اللطیف حرزاللہ (بیروت: دار الرسالة العالمية، الطبعة: الأولى، ۱۴۳۰ھ -

۲۰۰۹م)، 4:292، رقم: ۳۱۱۲۔

³⁶ - نفس مصدر، ۱۰۳۹، رقم: ۳۱۱۲۔

³⁷ - نفس مصدر، کتاب فضائل المدینہ، باب: المدینة تنفی الحث، رقم: ۱۷۸۶۔

³⁸ - مسلم، الصحيح، کتاب الحج، باب فضل المدینة، ودعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیہا بالبرکة، وبيان

تحريمها، وتحريم صيدها وشجرها، وبيان حدود حرمها، رقم: ۱۳۶۲۔

اسی طرح مدینہ منورہ جو کہ یثرب یعنی پیاریوں کا گھر تھا، آپ کی دعا کی برکت سے منع، شفا قرار پایا حتیٰ کہ اس کی آب و ہوا، اس کی مٹی اور پانی میں بھی شفا رکھ دی گئی۔

”اے اللہ مدینہ منورہ کے غلہ و پیداوار میں برکت فرما، اس کی آب و ہوا ہمارے موافق بنادے اور اس کا موسمی بخار جحمت میں منتقل فرمادے۔“³⁹

نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

”وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ۔“⁴⁰

(مدینہ ان کے لیے بہتر ہے کاش لوگ اس کی بہتری کو جان لیتے۔)

زیارت مدینہ منورہ

مدینہ منورہ میں واقع مسجد نبوی شریف اور اسی کے ایک حصے میں واقع نبی رحمت ﷺ کے روضہ انور کی زیارت اسلامی نقطہ نظر سے افضل ترین عبادتوں و عظیم نیکیوں میں سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ محققین نے روضہ رسول کی حاضری کی زیارت کو باعث خیر و برکت، شفاعت و نجات کا موجب اور اس سے روگردانی و انحراف کو ہلاکت کا سبب قرار دیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

”جس نے میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔“⁴¹

دوسری جگہ فرمایا: جس نے میری قبر کی زیارت کی اس پر میری شفاعت لازم ہوگی۔“⁴²

³⁹ - بخاری، نفس مصدر، کتاب فضائل المدینہ، باب: المدینہ تنفی الحَبَث، ۳: ۲۳، رقم: ۱۸۸۹۔

⁴⁰ - نفس مصدر، کتاب فضائل المدینہ، باب کَرَاهِيَةِ النَّبِيِّ ﷺ أَنْ تُعْرَى الْمَدِينَةُ، 3: 21۔

⁴¹ - سليمان بن احمد، ابو القاسم طبرانی (المتوفى: ۳۶۰ھ)، المعجم الكبير، تحقيق: حمدي بن عبد الحميد (قاهره: دار النشر، مكتبة ابن تيمية، س ن)، ۱۲: ۴۰۶، رقم: ۱۳۴۹۶۔

⁴² - ابو الحسن علي بن عمر الدارقطني (المتوفى: ۳۸۵ھ)، سنن الدارقطني، تحقيق: شعيب الأرنؤوط، حسن عبد المنعم شلبي، عبد

اللطيف حرز الله، حمد بروم (بيروت: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، ۱۴۲۴ھ-۲۰۰۴م) وصححه عبد الحق ولقوله صلى الله عليه وسلم (من جاءني زائرا لا تحمله حاجة إلا زيارتي كان حقا علي أن أكون له شفيعا يوم القيامة) رواه الجماعة. منهم الحافظ أبو علي بن السكن في كتابه المسمى بالسنن الصحاح.

مزید ارشاد فرمایا: "مَنْ حَجَّ فَرَارَ قَبْرِي بَعْدَ وَفَاتِي كَانَ كَمَنْ زَارَنِي فِي حَيَاتِي" ⁴³

(جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔)

امتيازات مدینہ منورہ

قرآن و حدیث، سیرت رسول اور اسلامی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ بہت سے امتیازات اور خصوصی صفات کا حامل ہے۔ جو اس کائنات انسانی میں کسی مقام یا کسی شہر کو حاصل نہیں۔ مثلاً رسول اکرم، رحمت عالم ﷺ نے مدینہ منورہ کو ہجرت کے لیے منتخب فرمایا۔ اپنی قیام گاہ اور آرام گاہ مقرر فرمایا، اسلامی سلطنت اور دعوت و تبلیغ کا مرکز بنایا۔ یہیں سے آپ نے دین اسلام کو عام و تمام فرمایا، اس کو مکہ مکرمہ کی طرح حرم قرار دیا، اس کے لیے برکت کی دعا مانگی، حیات طیبہ کے آخری دس سال یہیں گزارے، اسی مبارک سرزمین میں آپ کا روضہ انور ہے، اسی مبارک سرزمین نے آپ کے جسد اطہر کو اپنے اندر سمور کھا ہے، اسی میں آپ ﷺ کی عظیم مسجد ہے، جہاں پڑھی ہوئی ایک نماز ہزاروں نمازوں سے افضل ہے ⁴⁴ اسی کا ایک ٹکڑا جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ ⁴⁵

یہ پاکیزگی کا مرکز اور اس کی ہر چیز پاکیزہ ہے اسی لیے اس کا نام طابہ اور طیبہ ہے، تمام امت مسلمہ کو روئے زمین کے تمام مقامات سے محبوب ترین ہونے کے باعث اس کا نام محبہ اور محبوبہ ہے، اسی مبارک شہر میں مسجد قبا، مسجد جمعہ اور وہ

فهذان إمامان صححا هذين الحديثين وقولهما أولى من قول من طعن في ذلك. نقله المسندي (ابن ماجه،

السنن، ۲: ۱۰۳۹، تحت رقم: ۳۱۱۲۔

⁴³ عبدالحق محدث دہلوی، راحت القلوب (اردو) (دہلی: رضوی کتاب گھر، ۲۰۰۹ء)، ص ۲۰۶-۲۰۴۔

⁴⁴ قال: «صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيْمَا سِوَاهُ، إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ» صحيح مسلم، كِتَابُ

الْحَجِّ، بَابُ فَضْلِ الصَّلَاةِ بِمَسْجِدِي مَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ، 2: 1012، رقم: ۱۳۹۴۔

⁴⁵ «مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمَنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ» صحيح مسلم، كِتَابُ الْحَجِّ، بَابُ مَا بَيْنَ الْقَبْرِ وَالْمَنْبَرِ

رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ، 2: 1010۔

تمام مساجد ہیں جہاں رسول اللہ ﷺ نے نمازیں ادا کیں، یہی وہ مقدس شہر ہے جہاں وفات پانے والے کے ایمان کی رسول اللہ ﷺ گواہی دیں گے۔⁴⁶

ایمان سمٹ کر مدینہ طیبہ میں اس طرح داخل ہو جائے گا جس طرح سانپ اپنے بل میں داخل ہوتا ہے۔⁴⁷ دجال یہاں داخل نہ ہو سکے گا، طاعون کی وبا یہاں نہ پھیلے گی، یہاں کی خاک بیماری سے شفا کا سبب ہے اور یہاں کی کھجور نہار منہ زہر اور جادو کے لیے نسخہ کیمیا ہے۔ الغرض یہ ساری باتیں حدیث رسول ﷺ میں موجود ہیں۔

غیر مسلم شعراء کے نعتیہ کلام میں لفظ ”مدینہ“

پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کل عالم کے لیے سرپا رحم و کرم بن کر تشریف لائے۔ آپ نے انس، جن، چرند و پرند، غرض ہر ایک مخلوق کے لیے رحمت کا مظاہرہ کیا اور سب کے لیے رحم و کرم کا درس دیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی بارگاہ میں دنیا کے تمام ادیان و مذاہب اور اقوام کے اہل علم و دانش حضرات اپنی عقیدتوں اور محبتوں کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

جو لوگ ہندوستان میں رہتے ہیں یا ہندوستانی شعر و ادب سے واقف ہیں وہ اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں کہ ہندوستان کے بہت سے غیر مسلم شعراء نے پیغمبر اسلام کی مدح سرائی کے ساتھ ساتھ آپ کے شہر مدینہ منورہ کی بھی بڑے حسین اور دلکش پیرائے میں تعریف و توصیف بیان کی ہے اور انتہائی عقیدت و احترام کے ساتھ مدینہ طیبہ سے اپنی محبتوں کا اظہار کیا ہے ذیل میں ہم ہندوستان کے چند غیر مسلم شعراء کے لفظ مدینہ کے استعمال کی مناسبت سے تحقیق پیش کریں گے۔

⁴⁶ - ابو عبد اللہ محمد بن یزید القزویٰ ابن ماجہ (المتوفی: ۲۷۳ھ) السنن، کتاب المناسیک، باب فضل المدینة، تحقیق: شعیب الارنؤوط - عادل مرشد - محمد کامل قرہ بلی - عبد اللطیف حرز اللہ (بیروت: دار الرسالة العالمية، ۱۴۳۰ھ - ۲۰۰۹م)، ۲:

۱۰۳۹، رقم: ۳۱۱۲۔

⁴⁷ - نفس مصدر، کتاب، 4: 292، رقم: ۳۱۱۲۔

منشی سالک رام سالک

منشی سالک رام سالک کے کلام میں رحمتِ عالم ﷺ اور آپ کے محبوب شہر مدینہ منورہ سے محبت کا اظہار نظر آتا ہے۔ مثلاً موصوف کے یہ اشعار ملاحظہ فرمائیں:

لے لے گی مری جاں تمنائے مدینہ مدت سے ہے اب وردِ زباں ہائے مدینہ
جنت کی ہوس، خلد کی خواہش نہ رہے پھر اک بار جو قسمت مجھے دکھلائے مدینہ
سرمہ کی طرح آنکھوں میں سالک میں لگا لوں ہاتھ آئے جو خاکِ درِ مولائے مدینہ⁴⁸

مہاراجہ سرکشن پرشاد، شاد حیدر آبادی⁴⁹

مہاراجہ سرکشن پرشاد، شاد حیدر آبادی نبی رحمت ﷺ اور آپ سے وابستہ مبارک و پاکیزہ اشیاء کے ذکرِ جمیل سے تو آپ کا پورا نعتیہ دیوان سرشار نظر آتا ہے۔ مدینہ الرسول ﷺ سے اپنے قلبی جذبات کی یوں عکاسی کرتے ہیں:

بلوائیں مجھے شاد جو سلطانِ مدینہ جاتے ہی میں ہو جاؤں گا قربانِ مدینہ
وہ گھر ہے خدا کا تو یہ محبوبِ خدا ہیں کعبہ سے بھی اعلیٰ نہ ہو کیوں شانِ مدینہ
کافر ہوں کہ مومن ہوں، خدا جانے میں کیا ہوں پر بندہ ہوں ان کا جو ہیں سلطانِ مدینہ
لے جاؤں گا میں ساتھ فقط عشقِ محمد تحفہ ہے مرے پاس یہ شایانِ مدینہ⁵⁰

⁴⁸ - ڈاکٹر محمد اسماعیل آزاد، سوغاتِ صنم خانہ (نئی دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۱۳ء)، ص ۱۳۸۔

⁴⁹ - مہاراجا سرکشن پرشاد بہادر یمین السلطنت، جی سی آئی ای (1 جنوری 1864ء - 13 مئی 1940ء) ریاست حیدر آباد کے دوبار

صدر المہام (وزیر اعظم) رہے۔ علامہ محمد اقبال کے قریبی دوستوں میں آپ کا شمار ہوتا تھا اور شاد تخلص کرتے تھے۔ علامہ محمد

اقبال اور آپ کے درمیان ہونے والی خط کتابت سے دونوں ہستیوں کے درمیان قریبی تعلقات کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

محمد عبداللہ قریشی، اقبال بنام شاد (لاہور: زرین آرٹ پریس، ۱۹۸۶ء)، ص ۳۔

⁵⁰ - محمد احمد، غیر مسلم شعرِ اکانتیہ کلام (دہلی: الاشرف اکیڈمی، ۲۰۰۸ء)، ص ۵۱، ۵۲۔

بابوروشن لال نعیم

بابوروشن لال نعیم نے اپنے نعتیہ اشعار میں جہاں رسول اکرم ﷺ کی ذات بابرکات اور اوصاف حمیدہ کو شعری جامہ پہنایا ہے وہاں مدینہ منورہ کے معطر بیان سے بھی اپنے کلام کو عطر بیز کیا ہے۔ ان کے یہ اشعار دیکھیں:

لہ... بلا لیجے سرکارِ مدینہ مر جائے نہ یہ ہند میں، پیارِ مدینہ
اے شیخ تجھی کو رہے فردوس مبارک کافی ہے مجھے گوشہ گلزارِ مدینہ
چھاجائے مری قبر پہ رحمت کی بدریا دربارِ شب و روز ہوں انوارِ مدینہ⁵¹

رمیشن نارائن سکسینہ، گلشن بریلوی

رمیشن نارائن سکسینہ، گلشن بریلوی نے آسان اور مشکل ردیف و قافیہ میں بہت سی نعتیں کہی ہیں جن میں مدینہ منورہ سے متعلق اپنے خیالات اور ارادوں کی ترجمانی اس طرح کرتے ہوئے نظر آتے ہیں:

مجھے کاش توفیق اتنی خدا دے کروں سر کے بل طے مدینہ کے جادے
بہت خاک چھانی ہے دنیا کی گلشن مدینہ کی گلیوں کے اب ہیں ارادے
آنے کو توسنساں میں آئے ہیں نبی اور آیا ہے نہ آئے گا محمد سا کوئی اور
ہے یوں بھی سکوں بخش مدینے کا تصور پہنچیں جو مدینے میں تو ہوتی ہے خوشی اور
یاد آتی ہے جب دوری سرکارِ مدینہ بڑھ جاتی ہے گلشن مری آنکھوں میں نمی اور
محسوس یہ ہوا ہے مدینے میں دوستو آنکھیں ملی ہیں گنبد و مینار کے لیے
نکلے جو دم تو نکلے مدینے کی خاک پر اتنا بہت ہے مجھ سے گنہ گار کے لیے⁵²

وشنوکار، شوق لکھنوی

لکھنؤ کے ممتاز غزل گو شعرا میں وشنوکار، شوق لکھنوی بہت سی شعری وادبی خصوصیات کے مالک تھے۔ شعری تلازمات و مناسبات سے مرصع و مرقع اشعار کہتے تھے۔ موصوف نے جہاں دیگر صنف سخن میں خامہ فرسائی کی

⁵¹ ڈاکٹر سید عبدالحمید ضیائی، مدینہ سخن (نئی دہلی: خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران، سن)، ص ۴۰۱۔

⁵² محمد احمد، گلہائے عقیدت (نئی دہلی: الاشرف اکیڈمی، ۲۰۰۸ء)، ص ۹۸، ۸۳، ۱۰۱۔

ہے، وہاں رحمتِ عالم ﷺ سے متعلق و منسلک امور و اشیا کو بھی اپنے اشعار کا موضوع بنایا ہے۔ مدینہ منورہ سے متعلق اپنے قلبی احساسات کو نظم کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسولِ رحمت کے دم قدم سے مدینہ کے ذرے ذرے کی چمک دمک کا یہ عالم ہے کہ وہ سورج سے آنکھ لڑاتا ہے۔ اور اگر میں بات کروں اس کی عظمت و تقدس کی تو اتنا سمجھ لیجئے کہ اگر وہ مدینہ میں دم بھی نکل جائے تو یہ بہت بہتر سودا ہے۔ اور جہاں تک اس کی محبت کا معاملہ ہے تو یہ کیفیت ہے کہ ہر وقت دل و دماغ پر اس کے جلوے سایہ فگن رہتے ہیں اور زیست کا ایک ہی مقصد اور ایک ہی ارمان ہے کہ کاش کسی طرح اس شہر مقدس کی زیارت ہو جائے۔ آپ خود ہی دیکھیں کہ ان کے اشعار میں کیسا سوز دروں اور بہترین اسلوب ہے:

لڑاتا ہے نظر سورج سے ہر ذرہ مدینے کا رسول اللہ سے اتنا بڑھا رتبہ مدینے کا
اگر جاں بھی نکل جائے مری طیبہ کی راہوں میں تو سمجھوں گا بہت سستا ہوا سودا مدینے کا
ابھی تو خواب ہی دیکھا ہے اب تعبیر دیکھوں گا نگاہوں میں لیے پھرتا ہوں میں نقشہ مدینے کا
بس اب تو شوقِ دل میں اک یہی ارمان باقی ہے کسی صورت پہنچ کر دیکھ لوں روضہ مدینے کا⁵³

کرشن بہاری، نور لکھنوی

کرشن بہاری، نور لکھنوی کا ہندوپاک کے مشہور شعرا میں شمار ہوتا ہے۔ آپ نے بہت سے عالمی مشاعروں کو رونق بخشی ہے اور شعر و ادب کا ذوق رکھنے والے اہل علم و دانش سے خوب خوب داد و تحسین حاصل کی ہے۔ ”دکھ سکھ“ کے نام سے، آپ کا شعری مجموعہ بھی زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکا ہے۔ شعر و ادب کی دیگر اصناف کی طرح آپ ﷺ کی بارگاہ میں گلہائے عقیدت بھی پیش کیئے ہیں جس کے ضمن میں مدینہ منورہ کے پر نور ذکر سے اپنے کلام کو مزین کرتے ہوئے کہتے ہیں:

گلزارِ محمد کیا کہنا، بازارِ مدینہ کیا کہنا ایمان کے سکے چلتے ہیں، فردوس کا سودا ہوتا ہے
یہ ربطِ نبوت اور وحدتِ ہر حال میں یکساں رہتا ہے جھکتی ہے جبینِ کعبے کی طرف اور دل میں مدینہ ہوتا ہے
وہ نور کی نظریں ہوتی ہیں گنبد سے جو ٹکرا جاتی ہیں مل جاتا ہے جو چوکھٹ سے تری وہ نور کا سجدہ ہوتا ہے⁵⁴

⁵³ - ڈاکٹر دھر میندر ناتھ، ہمارے رسول (نئی دہلی: خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران، سن)، ۲۰۱۱ء، ص ۵۳۔

⁵⁴ - کرشن بہاری، نور لکھوی، ”نعت رسول ﷺ“، ہفت روزہ اردو مورچہ، رحمۃ للعالمین نمبر، دہلی، ۱۲ (۱۸ اکتوبر،

وشنو کمار ماتھر، وشنو اکبر آبادی

وشنو اکبر آبادی (۱۹۶۲-۱۸۸۶ھ) ایک کہنہ مشق شاعر تھے۔ اردو شاعری کی اکثر اصناف میں آپ نے شعر گوئی کے جلوے دکھائے ہیں۔ نعتیہ کلام بھی حسین اسلوب میں پیش کیا ہے۔ جس میں نہ صرف محمد ﷺ سے محبت کے نمونے ملتے ہیں بلکہ مدینہ منورہ سے بھی والہانہ عقیدت کے ثبوت ملتے ہیں۔ موصوف کا ماننا ہے کہ روزِ جزا غلامانِ مدینہ ہی بلند و بالا مقام کے حامل ہوں گے اور جن کی نظروں میں گلشنِ مدینہ کے جلوے سمائے ہوں وہ کبھی باغِ جنت کے نظاروں کا احساس نہیں کرتے۔ مثلاً ان کے یہ اشعار ملاحظہ فرمائیں:

پائیں گے وہی روزِ جزا رتبہِ عالی کہتی ہے جنہیں خلقِ غلامانِ مدینہ
وہ گلشنِ فردوس کی حسرت نہیں کرتے مرغوب ہے دل سے جنہیں بستانِ مدینہ⁵⁵

سادھورام، آرزو سہارنپوری

آرزو سہارنپوری۔ اسلامی تعلیمات سے گہری واقفیت اور وابستگی کا اثر آپ کی نعتیہ شاعری میں نمایاں نظر آتا ہے۔ غالباً یہی وہ اثر تھا کہ جس کے پیش نظر آپ نے محبت رسول ﷺ میں سرشار ہو کر نعتیں کہی ہیں اور جس کی وجہ سے آپ ہندوپاک میں کافی مشہور رہے ہیں۔ آپ کے کئی مجموعے جیسے الہامِ سحر، حدیثِ آرزو، ظہورِ قدسی اور بہارستانِ اولیا وغیرہ شائع ہو چکے ہیں ان کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ نعت و منقبت گوئی میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ مدینہ منورہ سے متعلق کہے گئے حسب ذیل اشعار سے جس کا آپ بحسن و خوبی اندازہ لگا سکتے ہیں:

جب شاہِ دو عالم ہوئے سلطانِ مدینہ خود بڑھ کے مشیت، ہوئی قربانِ مدینہ
اے اہل حقیقت مجھے آنکھوں پہ بٹھاؤ آیا ہوں میں طے کر کے بیابانِ مدینہ⁵⁶

لکشمی نارائن، سٹاجے پوری

سٹاجے پور کے ضلع مجسٹریٹ تھے، شعر و ادب کا بھی ذوق رکھتے تھے۔ عربی زبان سے واقفیت کے علاوہ اردو اور فارسی میں مہارت حاصل تھی۔ موصوف نے تمام اصنافِ سخن میں شاعری کے جوہر دکھائے ہیں اور عطاء اللہ عطا سے شعری اصلاح کا فیض اخذ کیا ہے۔ آپ کا ایک مجموعہ ”معراجِ محبت“ کے عنوان سے ۱۹۷۷ء میں شائع ہو چکا ہے جس میں

⁵⁵ - ڈاکٹر دھر میندر ناتھ، ہمارے رسول، ص ۱۸۶۔

⁵⁶ - جوہر دیوبندی، نغمہ ناکوس: تذکرہ ہندو شعرا سہارن پور (دہلی: محبوب پریس، ۱۹۸۵ء)، ص ۴۶۔

فارسی کلام کے علاوہ پچاس نعتیں و مستقبتیں اور سلام و قصائد وغیرہ بھی شامل ہیں۔ نعتیہ کلام میں مدینہ منورہ سے متعلق بھی حد درجہ عقیدت کا اظہار ملتا ہے۔ جیسا کہ درج ذیل اشعار میں دیکھا جاسکتا ہے:

ہشیار رہیں بادیہ پیمائے مدینہ جنت کے عوض دے نہ دیں صحرائے مدینہ
قدسی سے سنوروضہ اطہر کی بزرگی عرشی سے سنو رتبہ والائے مدینہ
دو چار سخا سے بھی ہیں وہ وال پہ ملیں گے ہونے کو تو لاکھوں ہی ہیں شیدائے مدینہ⁵⁷

بہاری لال شانت

مشاق اور بلند تخیل شعر میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ غزل کے علاوہ بہترین نعتیں بھی کہی ہیں۔ آپ کی نعتوں میں دیارِ محمد مصطفیٰ یعنی مدینہ منورہ، گنبدِ خضریٰ اور رسولِ خدا ﷺ کا تذکرہ نہایت حسین اور دلکش پیرائے میں ملتا ہے، جن کے جلوؤں کا اظہار آپ نے کچھ اس طرح کیا ہے:

کیوں کر کہوں جنت ہے گلستانِ مدینہ جنت کے فرشتے ہیں شناخوانِ مدینہ
سو جنتیں اور ایک بیابانِ مدینہ سو پھول اور اک خارِ مغیلانِ مدینہ
برکت ہے ترے قدموں کی اے جانِ مدینہ آدم بھی فرشتے بھی ہیں قربانِ مدینہ⁵⁸

طوطا رام، احقر

احقر درس و تدریس کے مشغلے سے وابستہ تھے اور سردار پور چھاؤنی کے ایک اسکول میں بحیثیت معلم فرائض انجام دیا کرتے تھے ساتھ ہی ساتھ شعر و سخن سے بھی گہری دلچسپی تھی۔ آپ نے مختلف اصنافِ سخن میں منظوم کلام کہا ہے جو رسالہ ”گلزارِ خلد“ مطبوعہ ستمبر ۱۸۸۵ء میں شائع ہو چکا ہے۔ موصوف نے نعتیہ کلام میں فضائل و خصائص اور خصائلِ مصطفیٰ ﷺ کا بہت خوب نقشہ کھینچا ہے۔ اور مدینہ منورہ کی تعریف و توصیف کے ساتھ ساتھ وہاں جانے کی تمنا کا اظہار درج ذیل اشعار میں اس طرح کیا ہے:

مدت سے یہ دل اپنا ہے شیدائے مدینہ کب مجھ کو خدا دیکھنے دکھلائے مدینہ

⁵⁷ - عرفان عباسی، تذکرہ شعراء اترپردیش (لکھنؤ: نظامی پریس، ۱۹۸۲ء)، ۱۱: ۱۴۱۔

⁵⁸ - فانی مراد آبادی، ہندو شعرا کا نعتیہ کلام (لائل پور: عارف پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۶۳ء)، ص ۴۱۔

مجنوں ہوں میں ہندی وہ ہے لیلائے مدینہ لازم ہے مرا نجد ہو صحرائے مدینہ
اے بادِ صبا چشمِ کرم کچھ تو ادھر بھی لا بہرِ خدا بو، گلِ رعنائے مدینہ⁵⁹

ڈاکٹر دھر میندر ناتھ آزاد

ڈاکٹر دھر میندر ناتھ آزاد کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ آپ لکھنؤ کے ایک انتہائی معزز اور تعلیم یافتہ خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کے والد جناب گوپی ناتھ امن لکھنؤی معتبر صحافی، نامور شاعر، مشہور نثر نگار اور کئی زبانوں کے ماہر تھے۔ چچا محترم جناب گرسرن لال ادیب لکھنؤی اور دادا جناب مہادپو پر ساد عاصی لکھنؤی بھی اردو ادب اور دیگر علوم کے ممتاز و معروف دانشور کی حیثیت سے جانے جاتے تھے۔ اپنے خاندان کی علمی و تہذیبی وراثت کے امین و وارث ڈاکٹر آزاد بھی کئی زبانوں پر دسترس رکھتے تھے۔ اردو، ہندی اور انگلش میں تقریباً ۱۶ کتابوں کے مصنف تھے جن میں سے ”صحیفہ نور“ اور ”انوار عقیدت“ شائع ہو چکے ہیں۔ علاوہ ازیں ملکی اور غیر ملکی، قومی اور عالمی کانفرنسوں، ادبی محفلوں، سیمیناروں، اخباروں اور رسالوں کا، اپنے مقالات اور تقاریر سے حسن دوبالا کر چکے ہیں۔ انہی علمی خدمات کی بدولت بارہا مختلف تنظیموں اور انجمنوں کی طرف سے اعزازات سے نوازے گئے ہیں۔ حاشیہ میں ہندوستان میں نعت گوئی کی روایت کی توسیع، تنوع اور ارتقا میں یوں توسیعوں غیر مسلم شعرا نے حصہ لیا ہے البتہ ڈاکٹر آزاد نے جو تحقیقی، تاریخی اور نعتیہ ادبی خدمات انجام دی ہیں وہ امتیازی اہمیت کی حامل ہیں۔ موصوف نے نعتیہ ادب سے متعلق جو مقالات یا کتب تحریر کی ہیں بالخصوص ”ہمارے رسول“ کے عنوان سے، غیر مسلم شعرا کے نعتیہ کلام کی جو تاریخ رقم کی ہے پوری دنیا کے کسی ملک یا کسی زبان کے غیر مسلم کو یہ انفرادی مقام حاصل نہیں۔

ڈاکٹر دھر میندر ناتھ آزاد کے خاندان میں کئی پشتوں سے محمد اور آلِ محمد ﷺ کی محبت اور عقیدت میں منظوم کلام لکھنے کی ایک قدیم تاریخ رہی ہے۔ اسی خاندانی روایت کو ڈاکٹر آزاد نے بھی بحسن و خوبی قائم رکھا اور حمد، نعت، مناقب، قصائد، سلام اور مرثی کے ذریعے اللہ، رسول اور اہل بیت اطہار کی بارگاہ میں نذرانے پیش کیے۔ ڈاکٹر موصوف نے نبی رحمت ﷺ سے اپنی والہانہ وابستگی اور پر خلوص محبت کو اس طرح نثر اور نظم میں سمویا ہے کہ امتِ اجابت انگشت بدنداں ہے۔ مدینہ منورہ سے متعلق اپنے دلی جذبات کو شعری جامہ پہناتے ہوئے عرض کرتے ہیں:

ہے چشمِ تصور میں بسا کوئے مدینہ رہ رہ کے کھنچا جاتا ہے دل سوئے مدینہ
مکہ میں ہے اللہ کا گھر خوب ہے لیکن کاشانہٴ محبوبِ خدا کوئے مدینہ

⁵⁹ - محمد محفوظ الرحمن، ہندو شعرا اور بارِ رسول میں (لکھنؤ: ابراہیمی پریس، سن)، ص ۲۰۔

اب ذہن ہے مسرور مری روح معطر
جب سے بسی احساس میں خوشبوئے مدینہ
مدینہ منورہ کی خاک میں ہے وہ کشش
ادھر ادھر جدھر گئی نظر ٹھہر ٹھہر گئی
مدینہ پر بہار ہے نبی کا یہ دیار ہے
چلی کسی بھی سمت سے یہیں ڈگر ڈگر گئی⁶⁰

ہری داس اختر

اختر سکھ قوم میں اردو ادب کے ایک ممتاز عالم و ادیب کی حیثیت سے مشہور تھے۔ گوجرانوالہ پاکستان آبائی وطن تھا۔ شعر گوئی کا ذوق و شوق رکھتے تھے اور قیس جالندھری سے اپنے منظوم کلام کی اصلاح لیا کرتے تھے۔ اختر نے غزل، قطعہ اور نظم جیسی مختلف اصناف میں طبع آزمائی کی ہے البتہ نعت گوئی کو باعثِ فخر و انبساط سمجھتے تھے۔ حسب ذیل اشعار میں جس کو بخوبی ملاحظہ کیا جاسکتا ہے:

جس وقت نظر آئے کچھ آثارِ مدینہ
حاجی نظر آئے سبھی سرشارِ مدینہ
ہر ذرہ مدینے کا ہے رشکِ مہِ انوار
رشتکِ گل فردوس ہے پُر خارِ مدینہ
حاصل ہوئی کوئین کی دولت اُسے اختر
حاصل ہوا جس شخص کو دیدارِ مدینہ⁶¹

شیام سندر، باصر کشمیری

اکثر شعراء نے اس پاکیزہ سوچ کے ساتھ نعت گوئی کا سہارا لیا ہے کہ اس بابرکت صنف کی بدولت ہمارے لفظوں کو بھی شعر و ادب میں ایک معتبر مقام اور ادبی عروج حاصل ہو جائے۔ بقول ڈاکٹر واحد نظیر:

یہ صنفِ نعت نہ ہوتی تو سوچتے ہیں ہم
کہ اپنے لفظوں کو کس طرح معتبر کرتے

غالباً اسی تصور کو ملحوظ رکھتے ہوئے باصر کشمیری نے نعت گوئی کو اپنا خاص محور بنایا ہے۔ اور اپنی نعت بہارِ مدینہ میں مدینہ منورہ کو مکہ مکرمہ سے بہتر ثابت کیا ہے۔ ایک مخمس نما نظم میں نبی رحمت کے قدمائے مبارک کی بدولت مدینہ کو باغِ ارم اور رشکِ صد طور بیان کیا ہے اور نعت بعنوان چراغِ انجمن میں رسولِ رحمت ﷺ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ کیا ہے۔ چنانچہ مدینہ منورہ کی تعریف میں لکھتے ہیں:

⁶⁰ - ڈاکٹر دھر میندر ناتھ، ہمارے رسول، ۴۰، ۴۱، ۲۳۸، ۲۵۵۔

⁶¹ - نور احمد میرٹھی، بہرِ زماں بہرِ زباں ﷺ (کراچی: ۱۹۹۶ء، م ن د)، ۱۰۶۔

محمد ﷺ نے فرمائی مکہ سے ہجرت
نمایاں ہے یہ افتخارِ مدینہ
چلوں سر کے بل میں زہِ فخر و عزت
بلائے اگر تاجدارِ مدینہ
چلو چل کے بیٹھیں وہیں شامِ سندر
کہ ارضِ وفا ہے دیارِ مدینہ⁶²

راجندر نرائن سکسینہ، بسل شمس آبادی

بسل شمس آبادی (فرخ آباد، یوپی) ایک دولت مند اور علم دوست کالیستھ خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور وکالت کے پیشے سے وابستہ تھے، شعر و سخن سے بھی آپ کو گہرا شغف تھا۔ حمد، نعت، منقبت، غزل، قصیدہ، سلام اور مرثیہ پر مشتمل آپ کے چار مجموعے، ”گل صحرا“، ”زخمِ نہاں“، ”رستے چھالے“، اور ”خشتِ حرم“ زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر کافی شہرت اور اترپردیش اردو اکیڈمی سے انعامات حاصل کر چکے ہیں۔ بالخصوص شعری مجموعہ ”خشتِ حرم“ آپ کی نعتوں، منقبتوں، مرثیوں اور مسلم تیوہاروں پر مشتمل نظموں کا بہترین شعری شاہکار ہے۔ جس کے مطالعہ سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ موصوف نے قرآن و حدیث اور سیرت کی کتابوں میں نبی رحمت ﷺ کے مناقب اور آپ سے منسلک اشیاء و امور کو بحسن و خوبی پڑھا اور سمجھا ہے۔ بطور ثبوت ان کے ان اشعار میں غور فرمائیں:

ایسی ہے کشش والی اک ذاتِ مدینے میں
جی میں ہے گزائیں ہم دن رات مدینے میں
یہ فیضِ نبی کا ہے یہ ان کی کرامت ہے
بگڑی ہوئی بنتی ہے ہر بات مدینے میں
بخشش کی تمنا ہے بسل تو مدینے چل
ملتی ہے یہ بے مانگے خیرات مدینے میں⁶³

بسنت لال، بسنت گڑھ مہاراجوی

رحمۃ للعالمین ﷺ کی ذات والا صفات اتنی بلند و ہمہ گیر ہے کہ اس کو کسی ایک مذہب، ایک قوم یا کسی ایک زبان تک محدود نہیں کیا جاسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ بنا امتیاز مذہب و ملت ہر قوم کے اہل علم و دانش نے نبی رحمت ﷺ کی

⁶² - بیسویں صدی میں اردو کے غیر مسلم نعت گو شعرا: تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ ڈی، آنرہ نگار سلطانہ، ۱۹۹۲ء، ۲۷۰، نور احمد

میرٹھی، بہرِ زماں بہرِ زباں ﷺ، ۱۶۲۔

⁶³ - ڈاکٹر دھر میندر ناتھ، ہمارے رسول، ۲۸۹-۲۸۷۔

بارگاہ اقدس میں منظوم خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ اس سلسلے کی ایک اہم کڑی بسنت لال بسنت ہیں، جنہوں نے محبوبِ خدا اور دیارِ مصطفیٰ دونوں کا بہت ہی شائستہ، شستہ اور شگفتہ انداز میں ذکرِ جمیل کیا ہے۔ جیسے:

کیوں رشکِ ارم ہونہ وہ گلزارِ مدینہ
جس باغ کے مختار ہوں سرکارِ مدینہ
ہر صبح ہے رنگین تو ہر شام ہے دلکش
ہے خلدِ بریں، کوچہ و بازارِ مدینہ
غربت پہ نثار اس کی بسنتِ اہل زمانہ
حاصل ہو جسے دولتِ دیدارِ مدینہ⁶⁴

رادھار من، جوشِ بدایونی

جوشِ بدایونی نے غزل، قطعہ، نظم اور رباعی جیسی مختلف اصنافِ سخن میں طبع آزمائی کی ہے۔ جو ہر بدایونی اور جو یا آنولوی سے شرفِ تلمذ حاصل ہے۔ علاوہ ازیں سیما اکبر آبادی، تولابدایونی، فانی بدایونی، فوق سبزواری، انجم فوقی بدایونی اور آفتاب احمد جوہر جیسے شعر و ادب کے ماہرین سے بھی اکتسابِ فیض کیا ہے۔ ”آتش خاموش“ کے نام سے ان کی غزلوں کا مجموعہ بھی شائع ہو چکا ہے۔ اگر ہم بات کریں ان کے نعتیہ کلام کی تو اردو ادب کے غیر مسلم شعرا میں ہر دور میں کچھ نہ کچھ نعت گو شعرا کا تذکرہ ملتا ہے۔ جن میں سے کچھ نے تورسم شاعری کے طور پر اور کچھ نے والہانہ عقیدت و محبت کے ساتھ نعتیہ کلام کہا ہے۔ بیسویں صدی کے جوشِ بدایونی کے مجموعہ ”نعت و منقبت“ ”کیفِ سرمدی“ کے مطالعے سے بھی یہی محسوس ہوتا ہے کہ انہوں نے رسماً نہیں بلکہ عقیدتاً اپنے جذبات کو شعری قالب میں ڈھالا ہے۔ نبی رحمت اور مدینہ منورہ سے وابستہ قلبی واردات کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

وہ جامِ بادئِ وحدتِ پیا مدینے میں
اتر گیا نشہٴ ماسوا مدینے میں
مئے طہور، سرورِ حیات، غم سے نجات
خدا کا شکر کہ سب کچھ ملا، مدینے میں
کبھی طوافِ حرمِ خواب میں کیا اے جوش
کبھی خیال نے پہنچا دیا مدینے میں⁶⁵

چند پرکاش پارکھ، چند رَجے پوری

⁶⁴ - نور احمد میرٹھی، بہرِ زمانا بہرِ زمانا، ص ۱۷۴۔

⁶⁵ - ڈاکٹر دھر میندر ناتھ، ہمارے رسول، ص ۳۲۰، ۳۲۱۔

سیرت نبوی ﷺ جملہ انسانی کائنات کے لیے باعثِ رحمت اور شمعِ ہدایت ہے۔ جس سے غیر مسلم اہل علم و دانش بھی بہت متاثر ہوئے ہیں انہوں نے سیرت رسول کے مختلف پہلوؤں کو موضوعِ سخن بنا کر بہت عمدہ اشعار کہے ہیں۔ چند رَجے پوری بھی اسی قبیل سے تعلق رکھتے ہیں۔ حکومتِ راجستھان میں ملازمت کے ساتھ تقریباً ۲۵ سال اردو، ہندی اور برج بھاشا میں نہ صرف معیاری اشعار کہتے رہے ہیں بلکہ ہندوستانی سطح کی ادبی و شعری محافل، ریڈیو اور دور درشن میں بھی آتے رہے ہیں۔ شعر گوئی کی تمام اصناف میں سے ”نعت“ آپ کا محبوب موضوع تھا، جس کو نہ صرف احترام سے پڑھتے تھے بلکہ انتہائی محبت سے لکھتے بھی تھے۔ نمونے کے چند اشعار آپ بھی ملاحظہ کیجیے، لکھتے ہیں:

نہیں ہے لعل و گہر کی مجھے کوئی خواہش نصیب ہو مجھے مٹی، خدا مدینے کی
نبی ہے کون؟ یہ پوچھا، تو کہہ دیا احمد کسی نے آرزو پوچھی؟ کہا مدینے کی
دماغ کیوں نہ مہکنے لگے مرا چندر مرے قریب سے گزری، ہو امدینے کی⁶⁶

نرائن داس ٹنڈن، دیا بریلوی

دیا بریلوی اردو اور فارسی کے ایک اچھے دانشور تھے۔ مذاقِ سخن فطری طور پر طبیعت میں موجود تھا۔ شعر و سخن کی مختلف اصناف میں شعر کہنے کی جدوجہد کی۔ بطور اصلاح بریلی کے ممتاز شاعر بلدیو پرشاد سوزن کا شرف تلمذ حاصل کیا۔ آپ کے کلام کا ایک مجموعہ ”شام بہاراں“ کے نام سے ۱۹۶۷ء میں شائع ہو چکا ہے۔ آپ نے غزل اور نظم وغیرہ اصنافِ سخن میں کلام کہنے کی کوشش کی ہے لیکن رسول اور مدینہ رسول ﷺ کے بارے میں جو مدح سرائی کی ہے وہ انتہائی قابلِ تحسین ہے۔ جیسے:

کوئی مجھ سے پوچھے وقارِ مدینہ ہے اکسیر ہر غم غبارِ مدینہ
مرے غم کا حامی، مرے غم کا درماں بنا اور رہا غم گسارِ مدینہ
دیا راہِ حق میں ہوں ہم گامزن سب یہی ہے یہی ہے افتخارِ مدینہ⁶⁷

رام ناتھ شرما، رمن امر وہوی

رام ناتھ امر وہوی، رمن کسان انٹر کالج، بادشاہ پور میں بطور آرٹ لکچرار، اپنی خدمات انجام دیا کرتے تھے۔ کتبِ بنی اور ادبی و سماجی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا ان کا بہترین شوق تھا۔ عنفوانِ شباب ہی سے شعر گوئی کی مشق کرنا اور

⁶⁶ - نفسِ مصدر، ۳۳۰-۳۲۹۔

⁶⁷ - عرفان عباسی، تذکرہ شعرائے اتر پردیش، ۱: ۱۱۷۔

امروہہ میں نعت و منقبت کی محافل میں شرکت کرنا شروع کر دیا تھا۔ آپ نے غزل، نظم، نعت، منقبت، سلام اور رباعی وغیرہ کی صورت میں اپنے تخیل و تصور کو شعری جامہ پہنانے کی سعی جمیل کی ہے لیکن صنف نعت میں جو جولانی فکر کے جوہر دکھائے ہیں ان کو ہم ان اشعار میں محسوس کر سکتے ہیں:

پر میش نے کی مدحت سلطانِ مدینہ
دیکھو تو مقامِ شہرِ ذیشانِ مدینہ
میری بھی تمنا ہے کہ درشن کروں جا کر
فردوسِ بریں ہے تہہ دامنِ مدینہ
حیراں ہے رمن کیوں ابھی محروم عطا ہے
ہے دل میں بسا اس کے بھی، اربانِ مدینہ⁶⁸

تہجوت رائے، ساحرِ سنائی

اکثر غیر مسلم شعرا کی نعتوں میں جذبات و احساسات کی حدت، اظہارِ بیان کی شگفتگی اور ندرتِ خیال کی شیرینی پائی جاتی ہے جس سے محسوس ہوتا ہے کہ انھوں نے مصلحتاً نعتیہ کلام نہیں کہا ہے بلکہ محبتِ رسول ﷺ میں اس نعمت سے خود کو شرفِ یاب کیا ہے۔ ایسا ہی ایک نام ساحرِ سنائی کا ہے۔ شاعری کا ذوق و شوق جن کی طبیعت سے نمایاں ہوتا تھا۔ اچھے اشعار کہتے تھے اور جوشِ لسانی سے اصلاح لیتے تھے۔ اچھے شاعر ہونے کے علاوہ آپ ایک بہترین نثر نگار، انشا پرداز اور نثر و نظم میں ”تیر و نشتر“، ”پیامِ وطن“، ”بہارِ ستان“، ”گلِ صدرنگ“ اور ”کلیاتِ برہمن“ جیسی ادبی کتب کے تخلیق کار تھے۔ آپ نے مختلف اصنافِ سخن میں شعری تخلیقات کے نمونے پیش کیے ہیں لیکن صنفِ نعت میں آپ کا اندازِ بیان نہایت سادہ، عام فہم اور حقیقت پر مبنی ہے۔ نبی ﷺ اور مدینہ منورہ سے اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں:

اے باعثِ صد فخر جہاں، شانِ مدینہ
اے نغمہ سرا بلبلِ بستانِ مدینہ
اے موجبِ صد شانِ وطنِ جانِ مدینہ
اے رنگِ وفا زینتِ ایوانِ مدینہ
کہتے ہیں تجھے اہل نظر جانِ مدینہ
ہو روح مری بلبلِ بستانِ مدینہ⁶⁹

گو بند سرنِ نغم، نفیس لکھنوی

⁶⁸ - رمن امر وہوی، صدائے دل (مجموعہ کلام) (علی گڑھ: ندھی کمپیوٹر، ۲۰۰۷ء)، ۶۔

⁶⁹ - جوہر دیوبندی، نغمہ ناقوس: تذکرہ ہندو شعرا، ۱۵۴۔

غیر مسلم شعرا نے سیرت رسول ﷺ کے علاوہ اسلامی افکار و تصورات اور اسلامی تہذیب و تاریخ کا بھی گہرا مطالعہ کیا ہے اور پھر اس کو نعتیہ اشعار میں ڈھالنے کی بھرپور کوشش کی ہے اور اس میں زبان و بیان اور لہجے کی نزاکت و پاکیزگی کا بھرپور خیال رکھا ہے۔ بیسویں صدی کے ممتاز شاعر نفیس لکھنویؒ بھی اسی فہرست میں شامل ہیں کہ جنہوں نے سید ظفر عباس فضل نقوی کے زیر تربیت و اصلاح غزل، نظم، قطعہ اور رباعی کے علاوہ بہترین نعتیہ کلام بھی کہا ہے۔ موصوف کے حسب ذیل اشعار اس بات کی بخوبی غمازی کرتے ہیں:

ممتاز ہے کونین میں ایمانِ مدینہ بھولے گا زمانہ نہ کبھی شانِ مدینہ
کس شخص کو ہو سکتی ہے انکار کی جرأت ہر گوشہٴ عالم پہ ہے احسانِ مدینہ
میں دل میں نفیس اپنے گناہوں پہ ہوں نادم اب میری طرف دیکھیں گے سلطانِ مدینہ⁷⁰

لالہ جگدیش لال زتشی، شوق مراد آبادی

شوق کے نعتیہ کلام میں شعر گوئی کے تلازمات اور مناسبات کا اہتمام، الفاظ کا حسن بیان، جذبات کی بلندی، تصورات کی صداقت اور احساسات کی طہارت نظر آتی ہے۔ جو قاری اور سامع کے دل پر بہت گہرا اثر کرتی ہے۔ آپ خود ہی محسوس کیجیے:

سرچشمہٴ انوار ہے مینارِ مدینہ صد زینتِ کونین ہے دربارِ مدینہ
تہذیب و تمدن کو نیارنگ ملا ہے دنیا میں ضیا بار ہے انوارِ مدینہ
ہے تملکہٴ عشقِ مرا جذبہٴ ایمان میں چڑھ کے کہوں دارِ پہ سرکارِ مدینہ
ہو سر پہ مرے دستِ مبارک دم آخر ہے شوق بھی دنیا میں طلب گارِ مدینہ⁷¹

مہندر ناتھ اشک، نجیب آبادی

اشکؒ نجیب آبادی عصر حاضر کے ایسے غیر مسلم شاعر ہیں کہ جن کے نعتیہ کلام کا مطالعہ کرنے کے بعد ان کو غیر مسلم کہنے کے لیے دل مضطرب ہوتا ہے۔ آپ خود ہی غور فرمائیے:

ذکر سرکارِ دو عالم کا سنا تھا اک دن عمر بھر میرے خیالات سے خوشبو آئی

⁷⁰ - عرفان عباسی، تذکرہ شعراء اتر پردیش، حصہ سوم، ۱۹۹۰ء۔

⁷¹ - ڈاکٹر دھر میندر ناتھ، ہمارے رسول، ۶۲۲ء۔

سو گیا تھا میں مدینہ کا تصور کر کے رات بھر اشک مری ذات سے خوشبو آئی
دوسری جگہ لکھتے ہیں:

اللہ مری فکر کو اتنی رسائی دے میں سوچنے لگوں تو مدینہ دکھائی دے⁷²

خلاصہ کلام

نبی اکرم ﷺ اور آپ کا مبارک شہر مہبط انوار الہی ہونے کی وجہ سے اتنے حسین اور جاذب ہیں کہ اپنے تو اپنے، غیر بھی آپ اور آپ ﷺ کے شہر کی عطمت و رفعت کے سامنے سرنگوں نظر آتے ہیں۔ غیر مسلم شعرا کی بڑی تعداد نے اپنے کلام میں آپ ﷺ کو خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ سطور بالا میں ہم نے صرف ہندوستان کے شعرا میں سے مشنہ از خردوارے کے بمصداق چند نمونہ جات پیش کیے ہیں۔ لفظ مدینہ کے استعمال کے متعلق ہم نے غیر مسلم شعرا کے صرف اسی کلام کو ترجیح دی ہے جس میں لفظ مدینہ ردیف کے طور پر استعمال ہوا ہے، باقی وسط کلام میں مدینہ منورہ کا ذکر جس کثرت سے ہوا ہے اس کا احاطہ کرنا بہت مشکل ہے۔ نثر میں غیر مسلم اہل علم نے آپ ﷺ کو جو خراج عقیدت پیش کیا ہے اس پر مستقل کام کی گنجائش ہے۔

وہ اہل علم جنہوں نے کسی بھی انداز میں آپ ﷺ کے ساتھ عقیدت و محبت کا اظہار کیا ہے ان میں سے کتنے افراد نے آپ ﷺ کو نبی کی حیثیت سے تسلیم کیا ہے؟ اور کتنوں نے صرف ایک راہنما کی حیثیت دی ہے؟ اس پر مزید کام کی ضرورت ہے۔

زبان و لفظ کا دعویٰ فقط حدِ بیاں تک ہے تصور موجِ معنی کا خدا جانے کہاں تک ہے

Bibliography

1. *Al-Qur'ān*
2. *Muḥammad Ibn Mukram Ibnī Manẓūr Al-Afrīqī. Lisān Al-'Arab. Beirūt: Dār-E-Şādir, 1414 A.H.*
3. *Abū Al-Faḍal Al-Qaḍī 'Ayād Bin Mūsā. Al-Shifā Bat 'Arīf-E-Haqūq Al-Muṣṭafā. Beirut: Dār Al-Fikar, 1988.*
4. *Abūal-Qāsim Al-Ṭibrānī. Al-M'Ujam Al-Kabīr. Cāhirah: Ibni Taymīyah Library.*
5. *Abū 'Abdullah Muḥammad Bin 'Abdulbāqī Al-Zarqānī Al-Malkī. Sharḥā Al-Zarqānī 'Alā Al-Mawāhib Al-Dunīah Bi Al-Manḥi Al-Muḥammadīah. Beirūt: Dār Al-Kutub Al-'Ilmiyah, 1996.*
6. *Abu 'Abdullah Muḥammad Bin Yazīd Al-Mājah. Sunan Ibni Mājah. Cāhirah: Dār Aḥyā'i Al-Kutub Al-'Arabīah.*
7. *Abū Al-Qāsim Ḥusain Bin Muḥammad Al-Iṣfahānī. Al-Mufradāt Fī Gharīb Al-Qurān. Beirūt: Dār Al-Shāmīyah, 1992.*
8. *'Aḥmad Bin Muḥammad Shihāb Al-Dīn. Nasīm Al-Riyāḍ. Beirūt: Dār Al-Kutub Al-'Ilmiyah, 2001.*
9. *'Aḥmad Bin Muḥammad Qasṭatlānī. 'Alā Al-Mawāhib Al-Dunīah Bi Al-Manḥi Al-Muḥammadīah. Cāhirah: Al-Maktab Al-Islāmī, 2008.*
10. *Urdū Da'irah Ma 'Arīf-E-Islāmīah. Lāhor: Punjāb University, 2001.*
11. *Amar-E-Ujālā. Āgharā, June 2001.*
12. *M.A Sharī Wāstū. Ḥaḍrat Muḥammad Awar Bhārīah Dahram Gharanth. Delhī: Markazi Maktabah Islamī.*
13. *Ānsah Nigār Sultān. Bīswīen ṣadī Min Urdū K Ghyr Muslim N'At Gu Shurā. Phd Thesis, , 1992.*
14. *Jalāl Al-Dīn Saūtī. Al-Riyāḍ Al-Anīqah. Beirūt: Dār Al-Kutub Al-'Ilmiyah, 1985.*
15. *Johar Dīobandī. Naghma Naqūs: Tadhkira-E-Hind O She 'Ar Ashāran Pūr. Delhī: Maḥūb Press, 1985.*
16. *Dr. Zākir, Nāīk. Madhāhib-E-Ālam Min Haḍrat Muḥammad Ka Zikar. Islamābād: Dār Al-Nūr.*

17. Dr. Dahar Mīndar Nāth. *Hamaray Rasūl*. Delhī: Khānah Farhang Jamhūrī Islāmī Irān, 2011.
18. Dr. Syid 'Abd Al-Ḥamīd Ḍiā'ī. *Madīnah*. Delhī: Khānah Farhang Jamhūrī Islāmī Irān.
19. Dr. Muḥammad Ismāīl Āzād. *Sukhāt Şanam Khanah*. Delhī: Educational Publishing House, 2013.
20. Dr. Muḥammad Ṭāhir Al-Qādrī. *Asma-E- Muṣṭafā*. Lāhor: Minhāj Al-Qurān Publications, 2002.
21. Rāmākar Shanrāo. *Islām K Peghambar*. Delhī: Markazi Maktabah Islāmī.
22. Raman Amruhwī. *ṣadā-E- Dil*. 'Alīghar: Nadhī Computer, 2008 .
23. Swāmī Lakshman Parsād. *'Arab Ka Chānd*. Delhī: Markazi Maktabah Islāmī.
24. Shihāb Al-Dīn Abū 'Abdullah Yāqūt Bin Abdullah Al-Rūmī. *M'Uajam Al-Buldān*. Laipzig: 1869.
25. 'Abad Al-Haq Muhadith Deglawī. *Rāḥat Al-Qalūb*. Delhī: Riḍwī Kutub Ghahar, 2009.
26. 'Irfān 'Abāsī. *Tadhkirza-E-Shura-E-Atar Pardaish*. Lakhanū: Nizamī Press, 1982.
27. Ali bin Burhan-ul-Dīn, *Sirah Halbiah*, Karchi: Dar-ul-Ashaat, 2009.
28. Ali bin Abdullah, *Wafā-ul-Wafā*, Bairut: Dār-al-Kutub Al-Ilmiyah, 1419 H.
29. Fanī Muradabdī, *Hindū Shuarā kā N'atia Kalām*, Lailpur: Arif Publishing House, 1963.
30. *Mahnamah Kanz-ul-'Iman*, Dheli,
31. Muḥammad Bin Ismāīl Al-Būkharī. *Al-Jami'al-Şaḥīḥ Al-Būkharī*. Bairut: Dār Taoq al-Najah, 1422 H.
32. Muhammad bin Yusuf, *Subul al-Hudā*, Cairo: Ahyā al-Turāth al-Islāmī, 1997.
33. Muhammad Mahfuz ul-Rahman, *Hindū Shurā or Darbār-e-Rasūl main*, Lakhaon: Ibrahimī, Press.

34. *Muhammad Yusuf bin Ismail Nibhani, Jawāhir ul Bihār fī Fadhail al-Nabī al-Mukhtār, Lahore: Zia-ul-Quran Publication, 2013,*
35. *Muhammad Ahmad, Gulha-e-‘Aqīdat, Nai Dheli: Al-Ashraf Academy, 2008.*
36. *Muhammad Ahmad, Gulha-e-‘Ghair Muslim Shuarā kā N‘atia Kalām: Al-Ashraf Academy, 2008.*
37. *Nur Ahmad Mirathi, Bahar Zaman Bahar Zuban, Karachi: Mihrab Press, 1996.*
38. *Haft Rozah, Urdu Morchah, Rahmat-al-Alamin Number, Delhi: 14 ta 18 October, 1989.*